Dareecha-e-Tahqeeq

دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر عبدالشکور

لیکچرار شعبہ اردو اسلام آباد ماڈل پوسٹ گریجویٹ کالج ایچ۔ایٹ، اسلام آباد

محمد طاہر

ایم۔فل سکالر شعبہ اردو علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد

ظہور اسلام کے بعد عربی ادب میں فینٹسی کے عناصر: مختصر جائزہ

Dr. Abdul Shakoor
Lecturer Department of Urdu Islamabad Model Post Graduate College H. Eight, Islamabad
Muhammad Tahir
M. Phil Scholar Department of Urdu Allama Iqbal Open University Islamabad

Elements of Fantasy in Arabic Literature after the Emergence of Islam: A Brief Review

Fantasy is an imaginative, unrealistic component of a story or tale which appears unusual and strange. It comprise of unbelievable actions and events. Its basic types are fable, epic, super heroic, chronological, romantic, scientific, fabulous, planetary fantasy, extra planetary, magical, adulthood, narcissist and idealist fantasies. The subject article is a discussion of literary importance of all types of fantasies in Arabic literature after the advent of Islam.

Keywords: imaginative, unrealistic component, fantasies, extra planetary

فینٹسی ایسی تحریر کو کہا جاتا ہے جس میں جادو اور دوسری مافوق الفطرت قوتیں کار فرما ہوں۔اس طرح کی نگارشات میں قصے کا ماحول تخیلاتی اور تصوراتی ہوتا ہے، جہاں پیش کیے جانے والے واقعات خلافِ عقل ہوتے ہیں۔اس نوع کی تخلیقات میں شامل افراد قصہ مافوق الفطرت ہوتے ہیں۔یہاں مصنف کو اپنے خیالات کے گھوڑے دوڑانے کی کامل آزادی حاصل ہوتی ہے۔وہ اپنے تخیل کے زور سے ماضی و مستقبل دونوں کو حال میں سمو کے صفحہ قرطاس پر لا سکتا ہے۔

''قومی انگریزی اردو لغت'' میں Fantasy/Phantasy کا تعین درج ذیل الفاظ سے کیا گیا ہے:

''سرابِ خیال؛ فنطاسیہ، بے لگام تخیل کی تخلیق، بار بار نگاہوں کے سامنے آنے والا خیال یا اختراع؛ کوئی عجیب سی گرہِ خیال، من موج، ذہنی تصور خصوصاً جب وہ مضحکہ خیز یا عجیب و غریب ہو، واہمہ، بے بنیاد سا مفروضہ یا فریب نظری، قوتِ واہمہ''۔[۱]

انسائیکلو پیڈیا امریکانا (The Encyclopedia Americana) میں فینٹسی کے بارے درج ذیل صراحت پیش کی گئی ہے۔

''فینٹسی تخیلاتی سوچ کی وہ جہت ہے جس پر سوچنے والے کی خواہشات، ذاتی تاثرات و محرکات کی چھاپ معروضی حقیقت سے زیادہ ہوتی ہے۔ فینٹسی کا منشا ابلاغ سے زیادہ خود کلامی ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح سے خواب دیکھنے جیسا عمل ہے۔ بہت سے مستند علما کے نزدیک جاگتے سوتے میں خواب دیکھنا فینٹسی کی ہی صورتیں ہیں۔''[۲]

فینٹسی کی تشکیل درج ذیل عناصر سے ہوتی ہے:

۱۔ بولتے اور فکر و فرزانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حیوانات۔

۲۔ بے قابو تاریخ یا زمانہ

۳۔ مثالی انسانوں کے کارنامے

۴۔ پریوں کی کہانیاں

۵۔ اساطیر

۶۔ سحر

۷۔ دوسری دنیا کا منظر نامہ

۸۔ زمین کے علاوہ باقی سیاروں پر انسانی آبادی

۹۔ نرگسیت

۱۰۔ مثالیت پسندی

۱۱۔ وہ سائنسی موضوعات جو بعید از حقیقت ہو

شاعر اور شاعری سے رغبت تو دنیا کے ہر خطے میں نظر آتی ہے لیکن عرب تاریخ میں یہ میلان زیادہ بھرپور انداز میں سامنے آتا ہے۔ وہاں شاعر کو قبیلے کا اہم اثاثہ خیال کیا جاتا رہا ہے۔ اسی لیے اس کی نسبت عجیب و غریب خیالات بھی تاریخ ادب کا ایک دل چسپ باب ہیں۔

شعرا کی نسبت عربوں کا یہ خیال تھا کہ ہر شاعر کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے جو اس پر اشعار کو القا کرتا ہے۔ شعرا نے ان شیاطین کے نام رکھے ہوئے تھے۔ اعشیٰ عرب کا ایک معروف شاعر تھا۔ اس کے شیطان کا نام مسحل تھا۔ اعشیٰ خود کہتا ہے کہ اس نے اپنے دوست مسحل کو پکارا اور انھوں نے اس کے لیے جہنام کو پکارا، اور یہ کمینہ بداطوار کے لیے بلایا جاتا ہے۔ مجھ کو میرے جن دوست نے میری جان اس پر فدا ہو شاموں کے وقت سب سے برے جوش مارنے والے اور سخت پتھراؤ کرنے والے کو دیا۔ [۳]

جو اعلیٰ درجہ کا شاعر ہوتا تھا اس کا شیطان یا جن مذکر ہوتا۔ ابوانجم کہتا ہے:۔

انی وکل شاعر من البشر

شیطانتہ انثیٰ وشیطانی ذکر

ولی صاحب من بنی الشیصبان

فطوراً أقول وطوراً ھولا

میرا ساتھی شیعبان کی اولاد ہے تو کبھی میں شعر کہتا ہوں کبھی وہ۔ [۴]

شنقنان اور شیصبان ایسے شیطان تصور کیے جاتے تھے جو شاعری سکھلاتے تھے۔ ایک شاعر کو اس پر فخر تھا کہ اس کا معلم اسی شیصبان کی اولاد سے ہے۔

درج بالا حوالہ جات سے عیاں ہوتا ہے کہ عربوں کے ہاں شاعری کے تصورات بھی فینٹسی ہیں۔ عرب قوم کی ادبی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں فینٹسی عناصر دیگر اقوام کی نسبت کم ہیں۔ اس کا سبب عربوں کا بدوی اور سادہ ماحول ہے۔ اس ماحول کی وجہ سے ان کے ادب میں تکلف، بناوٹ اور مافوق الفطرت تخیل نہ صرف کم ہیں بلکہ بہت بعد در آئے ہیں ۔ عربی ادب میں کہانیاں لکھنے کا فن عباسی عہد میں ترقی کرتا ہے۔ اس عہد میں تخلیق کیے گئے ادب میں فینٹسی کے عناصر بھی نظر آتے ہیں۔ حیران کن امر یہ بھی ہے کہ فینٹسی کی حامل ابتدائی کہانیاں جو عربی ادب کا حصہ بنتی ہیں وہ طبع زاد نہیں بلکہ ترجمہ ہیں۔ عربوں میں ابن مقفع سے نثر نگاری اور قصہ نویسی کی شروعات ہوتی ہے۔ اس نے اور اس کے ہمنواؤں نے کلیلہ و دمنہ، ہزار افسانہ

(الف خرافہ)دارااورالصنم الذہب وغیرہ جیسی کتابوں کے تراجم کیے جن سے عربوں کواس قسم کی تصانیف کاشوق پیداہوااور یہ تراجم ان کے لیے نمونہ بنے ہیں[۵]۔

دوسری صدی ہجری کاعبداللہ بن مقفع جو بلاشبہ ایک ممتاز انشاپرداز اور مترجم ہے۔اس کی معرکتہ الآراتصنیف کلیلہ و دمنہ ہے جو کہ سنسکرت سے عربی میں ترجمہ ہوئی ہے۔فینٹسی عناصر عربی میں اس ممتاز تصنیف کے باعث داخل ہوئے ہیں۔یہ کتاب جانوروں اور پرندوں کے مکالمات اور مباحث پر مشتمل ہے۔ان کی گفتگو سے وعظ و نصیحت اور اخلاق سدھارنے کاکام لیا گیاہے۔گویاجانوروں کی کہانیوں کے پردے میں آدمیوں کی کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔[۶] حکایات لقمانکے بعد حیوانی فینٹسی کی حامل یہ آفاقی شہرت کی مالک تصنیف ہے۔اس کتاب کی اصل تو سنسکرت کی تصنیفپنچ تنتر ہے۔یہ تخلیق مختلف زبانوں اور خطوں میں علاحدہ عنوانات سے شائع ہو کر تشنگان علم وادب کی پیاس بجھاتی رہی ہے۔اس کے مختلف عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کلیلہ ودمنہ

۲۔ انوار سہیلی

۳۔ حکایات بید پائی یاپیل پائی

۴۔ عیار درنش

۵۔ خردافروز

یہ کتاب ہندوستان کے بادشاہ رائے دابشلیم کی فرمائش پر اس کے ہم عصر بید پائی یا پیل پائی نے تخلیق کی۔ یہ تصنیف تقریباً سو چھوٹی حکایات اور سولہ ابواب پر مشتمل ہے اوران میں مصنف نے اپنا مقصد اشاروں کنایوں میں بیان کیاہے۔کہانیوں کے اہم کردار پرندے اور جانور ہیں اورانہی کی زبانی نصیحتیں کی گئی ہیں۔اس کتاب کا ترجمہ سب سے پہلے پہلوی زبان میں کیا گیااو راس کے بعد یہ سلسلہ ادبیات عالم تک پھیل گیا۔سب سے زیادہ عربی اور فارسی میں اس کتاب کو شائع کیا گیااورانیس زبانوں میں اسے متعدد بار منظوم کیاگیا۔اس دور میں سنسکرت میں لکھی جانے والی کتاب ناپید ہے ۔[۷]عربی ترجمہ جو ابن المقفع نے کیا وہی بنیادی اہمیت حاصل کرچکاہے۔

کلیلہ ودمنہ کی لازوال اور آفاقی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں آفاقی صداقتوں کی جھلک ملتی ہے جو انسانی تجربات کانچوڑ ہیں۔مصنف نے

اس میں جانوروں اور پرندوں کی زبانی انسانوں کو علم و حکمت اور راہ صداقت دکھانے کی کوشش کی ہے۔ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

شتر بہ نے کہا، " اے دمنہ یہ پیچ دار باتیں چھوڑ اور صاف صاف بتا" بولا "چھ چیزوں کے لیے چھ چیزیں ضروری ہیں۔ دنیا کی دولت سے مستی اور غرور، خواہشات کی پیروی سے تکلیفات، عورتوں کی محبت سے رسوائی، کمینوں کی صحبت سے خرابی اور نیچوں سے امید رکھنا سوائے پشیمانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بادشاہ کی مصاحبت کو مصیبت اور تہمت لازمی ملتی ہے"۔ [۸]

درج بالا اقتباس کی طرح پوری کتاب جانوروں اور پرندوں کی گفتگو سے مملو ہے جو کہ فینٹسی ہے۔ کلیلہ ودمنہ کا شمار فینٹسی کی عالمی کلاسک میں ہوتا ہے۔اس میں موجود فینٹسی عناصر کا تعلق حیوانی فینٹسی سے ہے۔

اس نوع کی تخلیقات جس میں انسانوں کے علاوہ دیگر مخلوقات یا بے جان چیزیں انسان کے طرز پر بات کرتی ہوئ نظر آئیں حیوانی فینٹسی کہلاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو تجربات سے ہٹ کر ہے لیکن دلچسپی سے بھرپور ہے اس لیے ادیب اسے اختیار کر کے زیادہ کامیابی سمیٹتے ہیں۔اس قسم کی کہانیوں کے عقب میں کوئی نہ کوئی مقصد پنہاں ہوتا ہے۔

ابوالفضل محمد بن حسین ابن العمید کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوا۔انشاء پردازی، خطوط نویسی، فلسفہ اور نجوم میں ماہر تھا۔ ذاتی اوصاف کے باعث بلا دحیل میں وزارت کے منصب تک جا پہنچا۔ متبنیٰ جیسے قادر الکلام شاعر نے اس کی مدح میں قصائد لکھے۔اس کے ایک قصیدہ میں فینٹسی عناصر پائے جاتے ہیں۔اس میں کہا گیا ہے کہ کون ہے جو بادیہ نشینوں کو یہ بات پہنچادے کہ ان کو چھوڑنے کے بعد میں نے ارسطو وسکندر (یعنی ممدوح ابن العمید) سے آنکھیں چار کی ہیں۔ میں تو اونٹیاں ذبح کرنے سے اُکتا گیا تھا لیکن میری مہمان نوازی اس شخص نے کی جو مہمانوں کے لیے سونے کی تھیلیوں کے منہ کھول دیتا ہے۔میں نے بطلیموس کو اپنی کتابیں پڑھتے ہوئے سُنا ہے اور اسے امور حکومت میں مصروف اور دیہاتوں اور شہروں میں گھومتے ہوئے دیکھا ہے [۹]۔

اس قصیدہ میں ہیروانہ فینٹسی کے عناصر سامنے آتے ہیں۔ فینٹسی کے اس عنصر میں اشخاص قصہ ایسے ہوتے ہیں جو فوق البشر قوتوں، طاقت و بہادری اور بے مثال حسن کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ برائی کی بیخ کنی میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ اکثر یہ ہیرو مذہبی بزرگ، شہزادے، قومی شخصیات یا مقدس ہستیاں ہوتی ہیں۔اس نوع کے کردار داستانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

کسی بھی زبان یا خطے کا ادب ہو وہ اپنے ماحول سے بے گانہ نہیں ہوتا۔وہاں کے عوام کی پسند ناپسند اور ذوق کی جھلک اس میں واضح انداز میں دیکھی جاسکتی ہے۔ عربی ادب بھی اپنے ماحول کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔ عربوں میں جنگ وجدل اور بہادروں کی طویل تاریخ ہے۔ جس معاشرے میں تیر و ترکش لازمہ حیات بن جائیں وہاں بہادروں کی مثالیں بھی کلیدی اہمیت

رکھتی ہیں۔اسی لیے ان کے ادب میں اس نوع کے کرداروں کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے جو لافانی یامافوق الفطرت ہوں۔عربی ادب میں ہیروانہ فینٹسی کے پس منظر میں ان کا مہم جو اور بہادرانہ معاشرہ ہے جو تاریخ کا حصہ ہے۔

کلیلہ ودمنہ کے علاوہ الف لیلہ ولیلہ اور گلستان سعدی بھی ایسی تصانیف ہیں جنہوں نے عربوں میں حکایات کے فن کو فروغ دیااوران کے ادب میں فینٹسی عناصران کہانیوں کی صورت میں بھی داخل ہوئے ہیں۔الف لیلہ ولیلہ ایرانیوں کی ایک کتاب ہزار افسانہ سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ ہزار افسانہ میں ایک بادشاہ،ایک وزیر اوراس کی بیٹی شہرزاد اوراس کی کنیز دینازاد کی حکایت بیان کی گئی ہے۔عربوں نے اس کتاب کی ضخامت میں اضافہ کیااوراس میں بہت سے قصوں کو شامل کیاہے۔یہ کتاب مشرق و مغرب میں یکساں مقبول ہوئی ہے۔اس داستان میں جادوئی ،اساطیری، تاریخی یا زمانی ،دوسری دنیا، حیوانی ،سائنسی اور ہیروانہ فینٹسی کے عناصر موجود ہیں۔ایک اقتباس ذیل میں پیش کیاجاتاہے جس میں سائنسی فینٹسی کے عناصر ہیں:

ہندوستانی کاریگر نے جھک کر سلام کیا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر اس کاایک ہینڈل مروڑا گھوڑا زمین سے بلند ہو کر آسمان کی طرف اڑنے لگا۔یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔بادشاہ اور حاضرین اس کی کرامت سے بہت متعجب ہوئے۔تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ پھر وہی گھوڑااترتا ہوا نظر آیااور لحہ بھر میں زمین پر آکر ٹھہر گیا۔بادشاہ نے گھوڑے اور کاریگر کی بہت تعریف کی اور کہنے لگاکہ بے شک یہ عجائبات عالم میں ایک چیز ہے"[1]۔

سائنسی فینٹسی کا تعلق آنے والے زمانے سے ہوتاہے۔یہاں بیش تر سائنسی اور فنی علوم کی آنے والے ادوار میں ترقی بیان کی جاتی ہے۔اس فینٹسی کا علاقہ الگ تھلگ نوعیت کا ہوتا ہے۔ یہاں پڑھنے والا منفرد نوعیت کے خطوں سے واقف ہوتاہے۔یہاں کے اکثر قصے مختلف سیاروں کے بارے میں ہوتے ہیں۔فلموں میں بھی اس فینٹسی کا عنصر شامل ہوتاہے۔

"سائنس فکشن میں بہت کچھ ممکن ہے۔خلائی مخلوق زمین پر حملہ آور ہوسکتی ہے اور مریخ کے باسی ہم پر غالب آسکتے ہیں۔خلائی جہاز سے کائنات کے آخری سیارہ کا نظارہ کیاجاسکتاہے۔مختلف سیاروں کی مخلوق ایک دوسرے کو ختم کر سکتے ہیں۔اڑن طشتریاں، راکٹ اور ٹائم مشین یہاں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔الغرض یہاں سب ممکن ہے"۔[11]

سائنسی فینٹسی ایک ایسی صنف ہے جس میں سائنس فکشن اور فینٹسی دونوں موجود ہوتے ہیں۔سائنس فکشن میں ایسی خلاف عقل چیزیں شامل ہوتی ہیں جو اس کائنات میں فی الحال بھلے ہی موجود نہ ہوں لیکن یہ امکان ضرور ہوتاہے کہ یہ چیزیں مستقبل میں کبھی نہ کبھی ضرور سامنے آجائیں گی۔جب کہ دوسری طرف سائنسی فینٹسی میں ایسی غیر حقیقی باتیں سائنس کے پردے میں دکھائی جاتی ہیں جن کا حقیقت ہونا ناممکن ہوتاہے۔سائنس فکشن میں فوق الفطرت باتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

جب کہ سائنسی فینٹسی میں سائنس کے ساتھ ساتھ بعض خارق العادات چیزوں کی بھی شمولیت ہوتی ہے۔سادہ لفظوں میں ہم سائنسی فینٹسی اس سائنس فکشن کو کہیں گے جو حقیقت سے اتنی دور ہو گئی ہو کہ اس پر فینٹسی کا گمان ہونے لگے۔"[۱۲]

ادب میں کاٹھ کے گھوڑے یا اسی نوع کے دیگر واقعات جن میں قالین کے اڑنے جیسی مثالیں ہوں یہ بے مقصد نہیں ہوتے۔ادب میں پیش کیے گئے اسی نوع کے واقعات کا سائنس اور دیگر علوم پر اثر ہوتا ہے۔اس قسم کی تخلیقات جو فینٹسی کے روپ میں ہوں انھی سے بڑی ایجادات کے تصورات اخذ کیے جاتے ہیں۔ماضی کی بہت سی ایجادات ادب کے زیر اثر ہوئی ہیں۔ادیب کسی بھی معاشرے کا ذہین طبقہ ہوتا ہے۔ان کی فکر سے ہر دور میں چراغ روشن ہوتے رہے ہیں۔سائنسی ادب اس کی سب سے اہم نظیر ہے۔

الف لیلہ ولیلہ اردو زبان میں منتقل ہونے والی عربی ادب کی منفرد داستان ہے جس میں عرب تہذیب،تاریخ،انداز حکم رانی،وہاں کے شہر،دربار، حکم ران، شہزادے اور معمولی کردار تک سبھی شامل نظر آتے ہیں۔دل چسپ بات یہ ہے کہ شہر عرب ممالک کے ہیں لیکن کرداروں پر ہندوستانی چھاپ ہے۔

جامعہ الازہر کے استاد شیخ محمد نے کتاب تحفتہ المستیقظ الانس فی نذہتہ المستقیم الناعس تصنیف کی جو الف لیلہ ولیلہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔اس کے علاوہ حیوانی فینٹسی پر مشتمل کتاب مصر کے ممتاز عالم دین شہاب الدین احمد بن سلامتہ قطیوبی کی کتاب نادر قلیوبی ہے۔اس کتاب میں درج ہے کہ ایک بار شیر، بھیڑیا اور لومڑی ہمراہ ہوئے۔چنانچہ یہ تینوں شکار کے واسطے نکلے اور ایک گدھے،ایک ہرن اور ایک خرگوش کا شکار کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔اب شیر نے بھیڑیے سے کہا کہ ہمارے درمیان ان کو تقسیم کرو۔بھیڑیا کہنے لگا تقسیم تو بالکل ظاہر ہے گدھا تیرے لیے اور خرگوش لومڑی کے واسطے اور ہرن میرے لیے ہے۔یہ سنتے ہی شیر نے پنجہ سے اس کے سر پر طمانچہ مارا پھر لومڑی سے کو حکم دیا کہ ہمارے درمیان تو تقسیم کر۔اس نے کہا کہ کام صاف اور عیاں ہے۔گدھا بادشاہ کے ناشتہ کے واسطے اور خرگوش شام کے واسطے اور ہرن ان دونوں کے درمیان کے لیے ہے۔شیر نے اس سے مخاطب ہوا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تجھ کو یہ تقسیم کس نے سکھائی۔لومڑی بولی کہ مجھے اس تقسیم کی پہچان اس طمانچہ سے ہوئی جو میں نے ابھی دیکھا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئی۔"[۱۳]

ابوالعلاء معری عربی زبان وادب کا ایک منفرد شاعر ہے جس نے شاعری کے نئے سانچے اور انداز اختیار کیے اور روش عام سے دور رہا۔معری کی اہم نثری تصنیف رسالۃ الغفران ہے۔اس میں فینٹسی عناصر موجود ہیں۔اس کتاب کے دو حصے ہیں۔اس میں ابوالعلاء عالم عقبیٰ کی سیر کراتا ہے۔یہاں جنت میں قدیم نحوی اور علمائے لغت موجود ہیں۔اور ساتھ ہی جاہلی دور کے عرب شعراء بھی پھرتے ہیں۔معری کی اس کتاب اور کامیڈی میں اتنی مشابہت پائی جاتی ہے کہ ایک سپین کے سکالر آسین نے

ثابت کیا ہے کہ دانتے نے اپنی کتاب کا موضوع معری سے لیا ہے۔[14] عالم عقبیٰ یا جنت کا ماحول کسی تخلیق میں پیش کرنا اساطیری فینٹسی ہے۔ ازمنہ قدیم کی داستانوں اور دیوتاؤں سے منسوب قصوں کو اساطیر کہتے ہیں۔اس نوع کی تخلیقات میں ایسا ماحول پیش کیا جاتا ہے جو بعید از حقیقت ہوتا ہے۔ متھ کا خاص مقصد کسی رسم یا عقیدے کی تشہیر کرنا بھی ہوتا ہے۔

اس کی شاعری میں جانوروں اور پرندوں کے مکالمے اور مناظرے جہاں جدت ادا کی مثال ہیں وہیں فینٹسی میں بھی نمایاں اضافہ ہیں۔ مثلاً مرغ اور کبوتر کے مکالمے، بھیڑیے اور بکری کے مناظرے اور مناجات[15] حیوانی فینٹسی کی عمدہ مثالیں ہیں۔اخوان الصفا کے باون رسائل میں سے رسالہ نمبر ۲۳ "فی کیفیتہ تکوین الحیوانات واضافہا" کی کہانی انسانوں اور حیوانوں کے مابین مناظرے پر مشتمل ہے۔[16] اس میں بھی حیوانی فینٹسی کے عناصر موجود ہیں۔انسان اور طوطے کے مناظرے میں سے طوطے کی گفت گو بیان کی جاتی ہے جو فینٹسی ہے:

طوطے نے بادشاہ سے کہا کہ یہ آدمی اپنے فرقوں کی زیادتی پر افتخار کرتا ہے۔اگر طائروں کی اقسام کو دریافت کرے تو معلوم ہو کہ ان کے مقابلے میں یہ نہایت کم ہیں۔ لیکن میں ہر ایک ان کے نیک فرقے کے مقابل دوسرا فرقہ بد اور ہر ایک صالح کی جگہ ایک شقی القلب بیان کرتا ہوں کہ ان کی قوم میں نمرود، فرعون، منافق، ظالم، رہزن، مکار، جھوٹے اور دغا باز شامل ہیں۔ جن کے قول و فعل قابل بیان کے نہیں ہوتے ہیں اور ہم ان سے بری ہیں۔[17]

پرندوں یا جانوروں کی زبانی کسی کہانی کو پیش کرنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سے قاری کی دل چسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔انسان تعجب اور ندرت کو پسند کرتا ہے اس لیے ادیب اس انداز کو کہانی میں پیش کرتا ہے تاکہ تحریر کے سحر سے پڑھنے والا باہر نہ آئے۔اس کے علاوہ بعض موضوعات کا براہ راست پیش کر دینا لکھاری کے لیے مصیبت کا سبب بن سکتا ہے۔ مصنف جانوروں یا پرندوں کی زبانی کہانی پیش کر کے کسی بڑی افتاد سے بھی خود کو بچا لیتا ہے اور اپنا مدعا بھی بیان کر دیتا ہے۔

عربی ادب میں افسانہ انیسویں صدی میں یورپ کے زیر اثر آیا۔ محمود تیمور کا افسانہ فی القطار (گاڑی میں) پہلا افسانہ ہے جو ۱۹۱۷ء میں تخلیق ہوا۔ عربی زبان میں لکھے گئے بیشتر افسانے حقیقت پر مبنی ہیں تاہم کچھ فینٹسی کے حامل افسانے بھی نظر آتے ہیں۔ توفیق الحکیم کا افسانہ عھد الشیطان اساطیری فینٹسی ہے۔اس افسانہ کے ایک کردار نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کے سامنے شیطان آئے اور اسے وہ چیز عطا کرے جو اس کی دلی خواہش ہے۔اس نے جوں ہی یہ سوچا تو شیطان نمودار ہو گیا اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ اس کردار نے کہا مجھے علم دے دو اس کے بدلے میں جو چاہو مجھ سے لے لو۔ شیطان اس کی بات سے متفق ہو گیا اور بدلے میں جوانی کا مطالبہ کر دیا۔ علم کے حصول کے بعد کردار بوڑھا ہو گیا اور کف افسوس ملنے لگا کہ ہائے میں نے گھاٹے کا

سودا کیا ہے۔[۱۸] اس فینٹسی کے توسط سے افسانہ نویس نے لالچ کو مہلک چیز قرار دیا ہے جس کے ثرایت کرنے سے آدمی بیش بہا نعمتوں سے محروم تو ہو سکتا ہے لیکن فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

محمد خضر کے افسانے جھولے میں بھی فینٹسی عناصر موجود ہیں۔ جھولے میں محاذ سے ایک فوجی اپنے دوست کے گھر اس کے اہل و عیال کو اس کی موت کی خبر سنانے آتا ہے۔ وہ جنگی کیمپ میں اپنے اس دوست کی زبانی اس گھرانے کے افراد کے بارے میں بہت کچھ جان چکا ہے۔ جب وہ اس کے گھر پہنچتا ہے تو اس کی بچی سے کھیلنے لگ جاتا ہے اور دریا کے کنارے لگے ایک جھولے میں اس کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ اب یہاں شہید باپ کی روح اس میں سما گئی ہے اور ساتھ ہی ماحول کی ہر چیز اس کے اندر حلول کر گئی ہے[۱۹]۔ روح کا حلول کرنا ایک عقیدہ ہے اس لیے اس نوع کی فینٹسی کا تعلق اساطیری فینٹسی سے ہے۔

عربی زبان میں ناول نویسی کی ابتدا تاریخی ناولوں سے ہوتی ہے۔ اس حوالہ سے سب سے کامیاب ناول نگار نجیب محفوظ ہیں۔ نجیب محفوظ کا سب سے کامیاب تاریخی ناول مجث الاقدار (۱۹۳۹) ہے۔ اس ناول کی مختصر کہانی یہ ہے کہ مصر کے فرعون خوفو کو نجومی بتاتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کا آخری فرد ہے جو مصر کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اس کے بعد جو شخص تخت پر بیٹھے گا وہ عوام میں سے ہوگا۔ وہ بچہ جو آج اون کی بستی میں کاہن کے گھر میں پیدا ہوا ہے یہی حکمران بنے گا۔ اس کے بعد فرعون اس بستی پر حملہ کر دیتا ہے تاکہ اس نومولود کو قتل کر دیا جائے۔ کاہن کو اس سازش کا علم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے بچے کو دور بھیج دیتا ہے اور اس کی جگہ ایک خادمہ کے بچے کو اپنا بچہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ خادمہ کا بچہ کاہن سمیت مار دیا جاتا ہے لیکن ٹھیک بیس سال بعد کاہن کا بیٹا اقتدار کی مسند پر متمکن ہو جاتا ہے[۲۰]۔

مستقبل کی بات اگر کسی فن پارے میں کی جائے تو اسے زمانی یا تاریخی فینٹسی میں شمار کیا جائے گا۔ اس عنصر کی حامل فینٹسی میں تاریخ سے مربوط کہانیوں کو تخیلاتی انداز میں لکھا جاتا ہے۔ فینٹسی کے اس عنصر میں تخلیق کار آنے والے زمانے کو دکھانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ گزرا ہوا زمانہ یہاں دوبارہ انگڑائی لیتا ہے۔ تاریخی فینٹسی میں اسما اور سنین غیر حقیقی بھی ہو سکتے ہیں۔ اس نوعیت کے ادب کو تاریخ سمجھنا بہت بڑی بھول ہو گی۔

عربی ادب کے ممتاز ناول نویس نجیب محفوظ کے ناول میں حکمران طبقہ کی نفسیات کو آشکار کیا گیا ہے۔ اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ لوٹ مار ہو یا کسی کا خون ناحق ان کے لیے سب جائز ہے۔ ملک ان کے لیے ایک چراگاہ ہوتا ہے اور عوام بھیڑ بکریاں۔ عوام کی جان و مال ان کی نظر میں کسی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔ اسی لیے مذکورہ بالا ناول میں حاکم وقت اپنے اقتدار کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے ایک معصوم کی جان بھی لے لیتا ہے۔ کوئی آدمی چاہے وہ حکمران ہو یا کسی اور منصب سے تعلق رکھتا ہو اس کے لیے اس سے زیادہ گھناؤنا فعل اور کیا ہو سکتا کہ وہ ایک معصوم کی جان کے درپے ہو جائے۔

قدیم عرب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ سیدھے سادے اور آزادانہ ماحول کے پروردہ ہیں۔ ان کی زندگیوں میں تصنع بازی کا دخل نہیں رہا ہے۔ ادب ماحول سے مختلف نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے عربی ادب میں بھی سادگی اور حقیقت پسندی جیسے عناصر نمایاں نظر آتے۔ اگرچہ فینٹسی عناصر اس زبان کے ادب کی زینت بھی بنے ہیں تاہم دیگر عالمی زبانوں میں تخلیق ہونے والے ادب اگر مد نظر رہیں تو یہاں واضح طور پر یہ محسوس کیا جاسکتا ہے کہ فینٹسی عناصر کم ہیں۔ عربی ادب میں سائنسی، حیوانی، ہیروانہ، تاریخی، اساطیری اور جادوئی فینٹسی کے عناصر موجود ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ جمیل جالبی، قومی انگریزی اردو لغت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۲ء)، ص ۷۲۴۔

۲۔ داانسائیکلوپیڈیا امریکانا، جلد ۱۱ (گرولیر ان کارپوریٹڈ، ۱۹۸۴ء)، ص ۱۴۔

۳۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، جلد چہارم (لاہور: دینی کتب خانہ، ۱۹۷۵ء)، ص ۲۴۸۔

۴۔ ایضاً، ص ۲۴۸۔

۵۔ احمد حسن زیات، مترجمہ محمد نعیم صدیقی، تاریخ ادب عربی (لاہور: مکتبہ دانیال، سن ندارد)، ص ۴۹۹۔

۶۔ انتظار حسین، مرتب، کلیلہ ودمنہ، (اسلام آباد: ہجری مطبوعات کمیٹی، سال اول پندرھویں صدی ہجری)، ص ا۔

۷۔ ارشد رازی، کلیلہ ودمنہ (لاہور: نگارشات، ۲۰۱۴ء)، ص ۶۔

۸۔ ایضاً، ص ۶۱۔

۹۔ سعید احمد، داستانیں اور حیوانات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء)، ص ۳۷۔

۱۰۔ داستان الف لیلہ (لاہور: ادارہ تصنیف وتالیف، ۲۰۱۳)، ص ۲۲۴۔

۱۱۔ سلیم اختر، تنقیدی اصطلاحات (توضیحی لغت) (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۶۳۔

۱۲۔ خورشید اقبال، اردو میں سائنس فکشن کی روایت (راج باٹی: دی یونی ورسٹی آف بردوان، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۱۔

۱۳۔ شہاب الدین احمد قلیوبی، انوار محبوبی (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۹۷۷ء)، ص ۸۱۔

۱۴۔ محمد کاظم، عربی ادب کی تاریخ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)، ص ۲۸۳۔

۱۵۔ احمد حسن زیات، مترجمہ محمد نعیم صدیقی، تاریخ ادب عربی (لاہور: مکتبہ دانیال، سن ندارد)، ص ۳۲۷۔

۱۶۔ سعید احمد، داستانیں اور حیوانات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۷

۱۷۔ جاوید اختر بھٹی، اخوان الصفاء (لاہور: دار الکتاب، ۲۰۱۲)، ص ۳۵۱۔

۱۸۔ محمد کاظم، عربی ادب کی تاریخ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)، ص ۴۴۰۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۴۴۳۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۴۵۱۔